© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

ٹی وی اور اسلام

ادارہ

سوال:- کچھ عرصے سے ٹی وی پر موسیقی کے پروگرام اس کثرت سے پیش کیے جاتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کو کوئی غم نہیں، کوئی مسئلہ نہیں، جب کہ ملک کی حالت یہ ہے کہ کراچی میں انسان گاجر مولی کی طرح کاٹے جا رہے ہیں (یہ خط غالباً ۳۰ مارچ کا لکھا ہوا ہے۔ مدیر)، پشاور میں روز دھماکے ہو رہے ہیں۔ روس اور بھارت سرحدوں پر کھڑے دستک دے رہے ہیں۔

اسلام میں، ہم سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ موسیقی اور گانا بجانا قطعی طور پر حرام ہے۔ کیا اس کی دعوےدار حکومت کو یہ زیب دیتا ہے کہ اس کے ٹی وی پر اللہ کے قانون کا اس طرح مذاق بنایا جائے (صحیح: اُڑایا جائے)۔ موسیقی کی طرف راغب کرنے کا یہ عالم ہے کہ کبھی اسے روح کی غذا کہا جاتا ہے۔ (جی ہاں، جس معاشرہ نبویؐ میں روح کے لیے اس غذا کا سامان نہ تھا، وہاں تو انسانوں کی روحیں زندگی ہی میں سسک سسک کر مر جاتی ہوں گی۔ مدیر)۔ اور روزانہ باقاعدگی سے ایک دو خاص پروگرام اس کے لیے ہوتے ہیں، جب کہ اسلامی پروگرام ایک تو صرف ہفتے میں چند دن ہوتے ہیں۔ دوسرے ان پر آنے والے موضوعات عوام کے عملی مسائل سے دور ہوتے ہیں۔ ان میں علمیت سے زیادہ لفاظی ہوتی ہے۔

جواب:- آپ پاکستانی ٹیلی وژن کے متعلق جس درد و کرب میں مبتلا ہیں، اس کے ستم رسیدگان

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہاں صد ہزار ریلیں گے۔ مجھ سے زبانی گفتگو کرنے والے بہت سے اصحاب بھی اس قصۂ غم کو چھیڑتے ہیں۔ اخبار بھی دینی عناصر (خصوصاً نوجوانوں) کی اشک شوئی کے لیے ہفتے میں ایک آدھ خط اس سلسلے میں کاٹ چھانٹ کے شائع کر دیتے ہیں۔ رسائل اور تقاریر میں بھی یہ دکھڑا بہت رو دیا جاتا ہے۔

مگر یہ نئے دور کی ہماری بے مثال جمہوریت ہے کہ قوم کے جن کروڑوں افراد کے پیسے سے یہ سارا کھیل چل رہا ہے، اس کی ایک تعدادِ کثیر کے احساسات کی کوئی پروا نہ کی جائے اور ٹیلی وژن کے مخالفِ دین پروگرام ان کے سروں پر سے سڑک کوٹنے والے انجن کی طرح گذارے جاتے رہیں۔

عزیزِ من! آپ کو پہلی غلط فہمی یہ ہے کہ یہاں واقعی کوئی ایسی اسلامی ریاست قائم ہے، جو عملاً معاشرے کو بنانے سنوارنے کی بہترین اسکیموں میں محو ہے اور وہ ساری قوتیں صرف کر کے لوگوں کے ایمان و اخلاق کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ اُن کو اقتصادی ضمانت کی اسلامی اسکیم کے سایۂ رحمت میں لانا چاہتی ہے۔ گو اس کا پیمان تحریکِ پاکستان کے مسلم لیگی قائدین نے قوم سے اور قوم کے بچے بچے نے اور ساری دُنیا کے سامنے خدا سے استوار کیا تھا۔ نیز قراردادِ مقاصد کے ذریعے اسی پیمان کو دستوری حیثیت بھی دے دی گئی ـــ مگر بدقسمتی سے حالات کی دگرگونی نے ہمیں برسوں سے ایسی قوتوں کے شکنجے میں کس دیا ہے، جنہوں نے اس پیمان سے رُوگردانی اور فرار کی راہیں اختیار کیں۔ اور محض اسلام کا نام لے لے کر، یا اس نام کے ساتھ نہایت کچے اور بے ڈھنگے جزوی کام کر کر کے اپنے عوام کو اسلام سے اور زیادہ دُور کر دیا۔ زندگی کے ہر شعبے اور دائرے میں اسلام کو اتنے تضادات کے درمیان گھیر دیا گیا ہے۔ اور اب اس نازیبا طرزِ عمل کا کلائمکس یہ ہے کہ آپ کے وزیرِ اعظم دنیا کے سامنے عالمی طاقتوں کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ کوئی شریعت بل وغیرہ پاس نہیں ہوگا۔ مسلم لیگ کو مبارک باد!

آپ کو دوسری غلط فہمی ٹیلی وژن کے ادارۂ ابلاغ کے متعلق ہے۔ حاشا و کلا، ٹی وی کی تنصیب اس مُلک میں اسلام کے فروغ کے لیے نہیں ہوئی بلکہ مقصد برعکس ہے۔ ٹیلی وژن کے پروگرام اور اس کے کارکن اور کارپرداز جو شہادت ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے:

۱ـ پاکستانی قوم پر مغرب کی ملحدانہ تہذیب اور مادہ پرستانہ معاشرت کو غالب کرنا۔

۲ـ عورت کو دینداری اور پردے کے مخالف محاذ پر لا کر ایک طرف اسے سامانِ تفریح بنانا،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری طرف اس کے ذریعے قوم کے گھر گھر میں ایک طرح کی کھینچا تانی پیدا کرنا، اور تیسری طرف اس طرح کی ماڈرن، اداکار، گلوکار، فن کار، ثقافت پرست اور فنونِ لطیفہ کی فریفتہ عورت کو سیکولرازم کی آلہ کار بنا کر ابھرتے ہوئے اسلامی رجحانات سے لڑانا۔

۳۔ شروع سے لادینیت پسند فن کاروں اور دانشوروں کے تسلط میں آتے ہوئے ٹیلی وژن کے ادارے میں مخالفِ اسلام عناصر کی عیاشانہ حد تک پرورش کا سامان کرنا۔

ان کارناموں کے ساتھ ٹیلی وژن نے گھروں میں نئی پود کی کمان پوری طرح سنبھال لی ہے۔ پرانے لوگ تو پھر بھی کچھ ایمانیات اور اخلاقیات اور رسم و رواج پر جمے چلے آرہے تھے۔ لیکن نئی پود جس میں پہلی صف نوجوانوں کی ہے، دوسری صف دس بارہ سال کے بچوں کی ہے اور تیسری صف ماں کی آغوش میں پلنے والے اور نرسری اسکولوں میں جانے والے بچے شامل ہیں، ان سب کا مائی باپ اور حقیقی معلم اور ماسٹر ٹیلی وژن ہے۔ وہ ایک خاص زبان ان کو سکھا رہا ہے، خاص قسم کے لباسوں اور آرائشوں کا فریفتہ بنا رہا ہے۔ خاص بیانوں اور قدروں اور معیارات کے بندھنوں میں جکڑ رہا ہے۔ اہم ترین دینی حقائق کو کہانیوں اور مزاحیہ پروگراموں میں کہیں تو مسخ کر رہا ہے اور کہیں ان کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر رہا ہے، اور کہیں ایک عمومی انتشارِ ذہنی کے بگولے اٹھا رہا ہے۔ اسلام سے ٹکراتے ہوئے مغربی فلسفوں کے لیے ذہنوں کو اس طرح ہموار کر رہا ہے، گویا ان فلسفوں کی کوئی ملک گیر کلیئرنگ ایجنسی ہمارے ہاں کھل گئی ہے۔

اب رہا نظریوں کے اس کرتب اور تماشے کا مسئلہ جو تھوڑا سا اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ یہ اسی طرح قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش ہے۔ جیسی سیاست تعلیم اور صحافت اور معیشت و مالیات وغیرہ اداروں میں ہو رہی ہے اور پہلے بھی ہوتی رہی ہے۔ اسلامی رجحانات تو کیا خود پاکستان کی حقیقی محبت پیدا کرنے والے کسی پروگرام کو بھی ٹیلی وژن کا نازک سکرین سہار نہیں سکتا۔ مولانا بلیغ الدین کا ذہنی سکہ چلنے لگا تو انہیں رخصت کر دیا گیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے درس نے عوام میں اثر بڑھایا تو انہیں چلتا کیا گیا۔ سلیم احمد مرحوم کا ایک ڈرامہ تعبیر اور نسیم حجازی کے ایک ناول کی ڈرامائی ہیئت نے پبلک میں نئی لہر سی پیدا کر دی تو ان سلسلوں کو وہیں روک دیا گیا۔ پھر اس طرح کی دوسری کوئی چیز کبھی نہ آسکی۔ ٹیلی وژن والوں کے مقالہ نگار، تنقید نگار، گیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لکھنے والے اور نعتیں اور غزلیں سنانے والے شاعر، مذاکروں میں شریک ہونے والے دانشور، انٹرویوز میں نمایاں ہونے والے سرکاری افراد کے متوازی غیر سرکاری اہل زبان یا اہل قلم سب ایک خاص طرز کے ہیں۔ ان ساری افواج میں یا تو لادینیت پسندوں کی بھرتی ہوگی یا مسلم دشمن عناصر کی۔ یا دین اور لادینیت میں غیر جانب داروں کی، یا بے جان خیالی اسلامیت رکھنے والوں کی۔

کیا مجال کہ کوئی ایسا شخص کسی چھوٹے سے دائرے میں بھی راہ پا جائے، جس کی گفتگو یا شاعری یا کسی پروگرام سے قوم میں اسلامیت کی اُمڈتی لہر نمودار ہوسکتی ہو۔ یہاں صرف "عرفانی اسلام" کی کھپت ہے جس سے دنیا کی سپر پاورز اور ان کی حامی بڑی بڑی قوتیں مطمئن اور راضی رہیں۔

بلکہ اصل ہدف یہ ہے کہ اسلامی تحریکیت کی لہریں کچھ دیر اُوپر اُوپر حرکت کرتی رہیں اور اُن کے نیچے کے سمندر کو بحرِ منجمد شمالی میں بدل دیا جائے۔ یہاں تک کہ پھر کوئی لہر کبھی اُٹھ ہی نہ سکے۔

اِن حالات کی وجہ سے اس معاشرے کے بہت سے لوگوں نے یہ چاہتے ہوئے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جس حد تک ممکن ہو، ٹیلی وژن کے مفسدات سے بچا سکیں، اس محرومی کو قبول کر لیا ہے کہ وہ بعض مفید معلوماتی پروگراموں سے استفادہ نہ کرسکیں۔ لیکن ٹیلی وژن نہ خریدیں۔ یہ ایک طرح کا بے ضرر اور خاموش احتجاج ہے۔ جتنے بھی لوگ اِس احتجاج کو جاری رکھ سکیں، انھیں جاری رکھنا چاہیے تاکہ تبدیلی کے لیے ایک رَد معاشرے میں موجود رہے۔

یہ حال ایک ٹیلی وژن ہی کا نہیں۔ سرکاری اور نیم سرکاری اور غیر سرکاری دائروں میں مختلف اطراف سے اسلام کے خلاف سیلابی تموج جاری ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نہ صرف یہ کہ گندگی کے ایک سمندر میں ڈال دیے گئے ہیں بلکہ اس سمندر کے چار طرف کناروں کے ساتھ ساتھ آہنی فصیلیں بنا دی گئی ہیں۔ اور خاردار جنگلے لگا دیے گئے ہیں۔ راہ نجات دو ہی صورتوں میں ہے۔ ایک یہ کہ اس سمندر کو گندگی سے پاک کیا جا سکے، دوسری یہ کہ اس سے باہر نکل کر صاف زمین پر ایک دنیا بنائی جاسکے۔ گندگی کے سمندر سے باہر نکل کر نئی دنیا بنانا ہی اصل حل ہے۔ مگر یہ حل بلائے عام کی بڑی قوت چاہتا ہے۔ یعنی جب تک گندگی کے سمندر میں ڈبکیاں کھانے والی قوم کے کثیر التعداد افراد دل سے گندگی سے نفرت نہ کرنے لگیں۔ اور کناروں پر لگے جنگلوں اور فصیلوں سے نجات پانے کے لیے ایک پُر اضطراب آرزو اپنے اندر پیدا نہ کرلیں۔ اُس وقت تک آپ کو ٹیلی وژن کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عنایات کو بھی سہنا ہوگا - اخبارات کی کرم فرمائیوں کا بھی شرمندۂ احسان رہنا ہوگا، اور تعلیم اور معاش اور بیورو کریسی کے بگاڑ سے پیدا ہونے والی اذیتوں کو بھی بھگتنا ہوگا پس ٹیلیویژن والوں کے خلاف احتجاجی مراسلوں اور خطوط کے لکھنے سے اور دل ہی دل میں کڑھنے سے کچھ آگے بھی سوچئے - ٹیلیویژن کی تبدیلی معاشرے کے تمام بڑے بڑے اداروں کی تبدیلی کے ساتھ ہی ممکن ہے -

پھر کیا آپ یہ عزم کرتے ہیں کہ آپ ہر روز کئی کئی افراد تک خدا پرستی، اخلاقی انقلاب اور احیائے اسلام کا پیغام اس طرح پہنچائیں گے جس طرح بیمار بچے کے والدین اس کی جان بچانے کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں یہاں تک کہ آپ ایک سال کے بعد سو بچاس نہیں تو کم از کم دس ہم خیال آدمی اپنے ساتھ کھڑے کر کے اپنی آواز کو مضبوط و مؤثر بنائیں؟ اور آپ جیسے ۵۰ لاکھ افراد اگر اس طرح تبدیلی احوال کے لئے سخت محنت کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ٹیلی ویژن یا کوئی اور ادارہ رائے عامہ کے واضح رجحانات و مطالبات کے خلاف کسی غلط رخ پہ چل سکے -

---

مقامِ غم

محمد عثمان شمس ناظم شعبۂ خدمتِ خلق جماعتِ اسلامی لاہور

مینجنگ ڈائریکٹر پین اسلامک پبلشرز لاہور

کی والدہ ماجدہ کا مورخہ ۳ رجولائی ۱۹۸۷ء بروز جمعہ کو اچانک انتقال ہو گیا ہے -

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن -

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے - آمین

تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے -

© rasailojaraid.com